پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم: علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، عذرا طلعت سعید اور نوید اقبال

دسمبر، ۲۰۱۱ جلد نمبر ا شمارہ نمبر ا

ایڈیٹوریل

ساٹھ کی دہائی میں کسانوں کی ترقی کے نام پر سبز انقلاب کا نہ صرف نعرہ لگایا گیا بلکہ اس پر عملدرآمد بھی کرایا گیا۔ عام کسان جو صدیوں سے اپنی کھیتی باڑی اپنے ہی روایتی طریقے سے کرتا آرہا تھا زرعی کیمیائی کھاد کا استعمال کرنے کو راضی نہ تھا اس پر وقت کے تحصیلدار کے ذریعے دباؤ ڈالا گیا، کہیں کہیں تو افسران خود جا کر کھڑے ہو جاتے تھے اور زبردستی اس پر عمل کرواتے لیکن آج کا کسان کیمیائی کھاد مہنگے داموں، بلیک مارکیٹ سے لائن میں لگ کر پولیس کے ڈنڈے کھا کر لینے پر مجبور ہے۔ کسان تب بھی اسی حالت میں تھا اور اب بھی اسی حالت میں ہے بلکہ اس سے زیادہ بری حالت میں زندگی گزار رہا ہے۔ کسان کی اولاد کے لیے تعلیم اور صحت کی سہولت آج بھی نہیں۔ خوراک جو وہ پہلے کھاتا تھا اس میں غذائیت تھی، کیمیکل اور زہر سے پاک ہونے کی وجہ سے کم از کم صحت مند تھی۔ اس وقت جو خوراک اگائی اور کھائی جا رہی ہے اس سے پیٹ تو بھر جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ کتنا زہر پیٹ میں جاتا ہے کچھ پتہ نہیں۔ اب تو زہر کا استعمال بیج میں بھی کیا جانے لگا ہے جس کی زندہ مثال بی ٹی کاٹن، بی ٹی مکئی اور بی ٹی بینگن وغیرہ ہیں۔ بیماری تو یقیناً روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ بیج جو کسان کے پاس اپنے تھے اب مارکیٹ کے ایجنٹ کے پاس چلے گئے ہیں۔ مہنگائی سے پریشان کسان اب محتاجی کے دلدل میں پھنس گیا ہے۔ ایک طرف کمپنی کی طرف سے جو بیج دیا جاتا ہے اس کا تعلق پیداوار سے ہوتا ہے ماحول سے نہیں۔ یہ بیج ماحول کو کیسے تباہ کر رہا ہے، یہ الگ بحث ہے۔ دوسری طرف ڈیزل اور بجلی کی بڑھتی ہوئی قیمت کی وجہ سے کسان سبز انقلاب سے جڑی ہوئی مشینوں مثلاً ٹریکٹر تھریشر وغیرہ کو استعمال کرتے ہوئے قرضے کی چکی میں پس کر رہ گیا ہے۔ پرانے وقتوں کی طرف جانا بھی مشکل ہے کیونکہ بیل کی جوڑی تقریباً نایاب ہو چکی ہے۔

بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ کسان زیادہ آمدنی دینے والی فصل جیسا کہ گنا، بی ٹی کپاس وغیرہ اگانا شروع کرتا ہے، گنے کی فصل سال بھر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے جہاں گنے کی فصل ہوگی وہاں گندم کی فصل نہیں ہو سکے گی۔ بی ٹی کپاس کی آخری چنائی جنوری تک چلتی ہے کیونکہ اس وقت کپاس کے مارکیٹ ریٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے جاگیردار طبقہ کوشش میں ہوتا ہے کہ گندم کے بجائے بی ٹی کپاس کو لگائے رکھے اور اس طرح یہ فصل جنوری کے آخر تک زمین پر کھڑی رہتی ہے دوسری طرف گندم کی فصل نومبر میں بوئی جاتی ہے۔ صاف بات ہے کہ جہاں بی ٹی اگائی جاتی ہے گندم کاشت نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ سے ہر سال گندم کی پیداوار میں کمی ہوتی جا رہی ہے، حکومت اعداد و شمار کا ڈھونگ رچا کر ہر سال ٹارگٹ پورا ہونے کا اعلان کرتی رہتی ہے لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ہر سال ہی مارکیٹ سے آٹا نایاب ہو جاتا ہے اور لوگ پیسے ہاتھ میں لیے لمبی قطاریں لگا کر دو وقت کا آٹا لینے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ جب اس طرح کے حالات پیدا ہو جائیں تو بیوپاری بھوسا، گلی سڑی گندم اور مٹی ملا آٹا بیچتے ہیں اور ایک بھوکا انسان اس کو غنیمت سمجھ کر لے جاتا ہے۔ روز کمانے اور روز کھانے والے انسان کے پاس اس کے سوا تو کوئی اور چارہ بھی نہیں۔

سرمایہ دار اور جاگیردار اربوں روپے کمانے کے چکر میں صنعتی زراعت کو فروغ دے کر اپنی فصلوں سے بے زمین کسان کو ہٹا رہے ہیں جس کی وجہ سے کسان شہروں کا رخ کرتے ہیں جہاں مزدوری کے سوا ان کے پاس اور کوئی راستہ ہی نہیں ہوتا۔ اب تو حکومت ملکی و غیر ملکی کمپنیوں کو زمین دے رہی ہے جو ان پر مشینی کاشت کر رہی ہیں۔ ان زمینوں پر سالوں سے مقیم کسانوں کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔ بے دخل ہونے والے خاندانوں کے پاس کاشت تو کیا گھر بسانے کے لیے بھی جگہ میسر نہیں ہے۔ بڑے زمین دار ہاری اور مزدور کی بے کسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی طرح کی زیادتیاں کھلے عام کرتے ہیں۔ مثلاً زبردستی کسانوں کے بچوں کو اسکول جانے سے روکتے ہیں اور ان مزدوروں سے کہتے ہیں کہ اگر زمین پر کام کرنا ہے تو اپنے بچوں کو اسکول سے نکال کر زمین پر لاؤ کیونکہ تم میں اب زمین پر کام کرنے کی سکت نہیں اور اگر ایسا نہیں کرنا تو زمین چھوڑ دو۔

کسانوں کی انہی پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی نے عوامی شعور و آگاہی کے لیے ایک پروگرام مرتب کیا اور چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے ساتھ مل کر پاکستان کسان مزدور تحریک کی بنیاد رکھی۔ یہ تحریک پاکستان میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو مضبوط اور اکھٹا کرنے کے لیے ابھر کر سامنے آرہی ہے۔ عوامی بے داری کے علاوہ پائیدار زراعت اور خوراک کی خود مختاری پاکستان کسان مزدور تحریک کے اہم اہداف ہیں۔ کسانوں کی اسی تحریک کے پہلے سال کی سرگرمیوں کی رپورٹ اور ان کی تفصیل اس نیوز لیٹر میں پیش کی جا رہی ہے۔

فہرست مضامین

- رپورٹ
- سیڈ بینک
- صوبہ پختون خواہ میں پائیدار زراعت کی کامیاب مثالیں
- زراعت پر ریڈیو پروگرام

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے آکسفیم نویب کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

سیکرٹریٹ: اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ ای میل: roots@super.net.pk

پاکستان کسان مزدور کی کورڈینیٹرز رپورٹ

سندھ میں پی کے ایم ٹی کی سرگرمی

راجہ مجیب

سندھ میں ۲۰۱۰ کا سیلاب اور ۲۰۱۱ کی بارشوں میں نہ صرف فصل اور مکان ختم ہوئے بلکہ کئی سو لوگوں کی جانیں بھی چلی گئیں۔ اس طرح کا سیلاب آنا اور دوسرے سال بہت زیادہ بارش کا ہونا دل دہلانے والے حادثات میں شمار ہوتے ہیں اور دنیا کے ماہرین اس کو موسمیاتی تبدیلی کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کی وجہ مغرب کی بڑھتی ہوئی صنعتی ترقی اور سرمایہ داریت ہے جس کے نتیجے میں ہونے والے سب سے زیادہ نقصان کا شکار غریب کسان اور مزدور ہیں۔

کسان اور مزدور کے تمام تر مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی کی کئی سال کی محنتوں سے پاکستان کسان مزدور تحریک کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس سلسلے میں صوبہ سندھ میں پاکستان کسان مزدور تحریک نے سال ۲۰۱۱ میں مندرجہ ذیل پروگرام منعقد کیے:

- اگست اور ستمبر میں دس عوامی بیداری پروگرام ضلع ٹنڈو محمد خان، شکارپور، خیرپور اور گھوٹکی کی دیہی آبادیوں میں سبز انقلاب، دیہی معیشت، زرعی اصلاحات، روایتی بیج، آلودگی، سرمایہ داری وغیرہ کے موضوعات پر منعقد کیے گئے۔

- دو اکتوبر کو صوبائی سطح پر ایک سیمینار سکھر شہر میں منعقد کیا گیا جس میں پانچ اضلاع کے مرد و خواتین نے شرکت کی۔ اس کا عنوان تھا سبز انقلاب کے اثرات اور زمین پر قبضہ۔
- صوبائی سطح پر ایک پریس کانفرنس ۱۶، اکتوبر کو حیدرآباد میں خوراک کے عالمی دن کے موقع پر ہوئی اور صوبائی سطح پر دو احتجاجی ریلیاں سکھر میں نکالی گئیں، پریس کلب کے آگے دھرنا بھی دیا گیا۔

ان پروگراموں میں مردوں اور خواتین نے شرکت کی۔ روٹس کی جانب سے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید، نوید اقبال، نوید احمد اور ثناء شریف نے مختلف موضوعات روشنی ڈالی۔ ۱۶، اکتوبر دنیا بھر میں خوراک کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان مزدور تحریک سمجھتی ہے کہ دنیا میں اس وقت لاکھوں لوگ بھوک سے ہلاک ہو رہے ہیں تو اس دن کو خوراک کی کمی کا دن کے طور پر منایا جانا چاہیے۔ اس پریس کانفرنس میں روٹس اور پی کے ایم ٹی کی ٹیم نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ پاکستان کسان مزدور تحریک سندھ کی ٹیم کسانوں و مزدوروں کے مسائل کے حل کے لیے گلی کوچوں اور دیہی کچہریوں میں بات چیت کرنے کو فروغ دیتی رہتی ہے۔ دوسرے اداروں کی جانب سے منعقد کردہ

پروگراموں میں تحریک کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے سندھ کی ٹیم نے اپنے موقف کا بھرپور اظہار بھی کیا۔

روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے سری لنکا اور فلپائن کے مطالعاتی دوروں کا بندوبست کیا گیا جس میں پاکستان کسان مزدور تحریک سندھ کے ساتھیوں میں سے سری لنکا کے لیے سونی نے شرکت کی جبکہ فلپائن کے دورے میں راجہ مجیب اور محمد عظیم نے شرکت کی۔ پاکستان کسان مزدور تحریک سندھ نے بیج بینک کے خواب کو عملی جامعہ پہناتے ہوئے تین مقامات پر بیج بینک قائم کیے جہاں پر فلپائن سے برآمد شدہ چاول کے بیج کے ساتھ ساتھ دیسی بیج کو کاشت کیا گیا۔ اس وقت گندم، سرسوں اور چنا کاشت کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کسان مزدور تحریک سندھ نے بیج کی تلاش میں روٹس فار ایکوٹی کی مقامی سطح پر معاونت بھی کی اور بی ٹی کاٹن کے خلاف مہم میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔ خانیوال اور اوکاڑہ میں انجمن مزارعین کے جلوس پر پولیس کی لاٹھی چارج، شیلنگ و کارکنوں کی گرفتاری کے خلاف سندھ میں احتجاجی مظاہرے بھی کیے گئے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک سندھ کا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ ان پروگراموں کی وجہ سے کسانوں کے تمام مسائل کا حل نکل آئے گا لیکن مسائل کے سمندر میں یہ سرگرمیاں پانی میں پھینکے گئے اس پتھر کی لہروں کی طرح ہیں جو بالآخر ایک بڑے ارتعاش کو جنم دیں گی۔

پنجاب میں پی کے ایم ٹی کی کارکردگی

ڈیوڈ رحمت

پاکستان کسان مزدور پہلی کسان سنگت کے فورم سے اور پھر پچھلے ایک سال سے پاکستان کسان مزدور تحریک کے سائے تلے، پورے ملک سے کسانوں کو متحد کرنے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں کسان تحریکوں، تنظیموں اور کسانوں کے حقیقی نمائندوں کو تحریک میں شامل ہونے کے لیے دعوت دی جا رہی ہے تا کہ ملک گیر تحریک کو منظم کر کے کسانوں کے اصل مسائل کو حل کروانے کے لیے اہم کردار ادا کیا جائے۔

روٹس فارا یکوٹی نے اس تحریک کو پوری طرح منظّم کرنے میں مثالی کردار ادا کیا ہے۔روٹس فارا یکوٹی کی جانب سے سری لنکا اور فلپائن کے مطالعاتی دوروں کا انتظام کیا گیا جس میں لالہ اسحاق نے پاکستان کسان مزدور تحریک پنجاب کی طرف سے نمائندگی کی۔ سری لنکا کے دورے کے تحریک کے کچھ ساتھیوں نے سیڈ بینک قائم کرنے کے لیے فلپائن کا دورہ کیا۔اس دورے سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے فلپائن سے برآمد کردہ چاول کے بیج کے ساتھ ساتھ دیسی بیج، گندم سرسوں اور چنا بھی کاشت کیا گیا ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک پنجاب اب تک آٹھ ریڈیو پروگرام منعقد کر چکی ہے اور آٹھ ریڈیو پروگرام زخیر پور سندھ میں بھی ہو چکے ہیں۔عوامی بیداری کے پروگراموں میں کے حوالے سے ایک پروگرام ملتان، ایک راجن پور، ایک چشتیاں اور دو اوکاڑہ میں منعقد ہو چکے ہیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک ملک کے مختلف حصوں میں بی ٹی کاٹن کے خلاف مہم میں بھی اپنا کردار ادا کرتی رہتی ہے۔انجمن مزارعین پنجاب کے لانگ مارچ میں خانیوال پولیس کی وحشیانہ لاٹھی چارج وشیلنگ اور گرفتاریوں کے خلاف پاکستان کسان مزدور تحریک پنجاب کے ساتھیوں نے ملتان میں مذمتی پریس ریلیز جاری کیں جو اخبارات میں شائع ہوئیں۔

خیبر پختون خواہ میں پی کے ایم ٹی کا آغاز

الطاف حسین

یہ اپریل ۲۰۰۸ کی بات ہے ایک دن تیمر گرا سے ایک ساتھی نے فون پر بتایا کہ کچھ مہمان جو کہ کراچی سے آئے ہوئے ہیں اور ایک تنظیم روٹس فارا یکوٹی سے وابستہ ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔وہ مہمان، میڈم عذرا اور ولی حیدر، شام کے وقت میرے گھر آئے۔انہوں نے

بتایا کہ ہم چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے لیے کام کر رہے ہیں اور انہیں متحد کرنا چاہتے ہیں۔اس کے لیے انہوں نے تحصیل لیول پر دو روزہ پروگرام کرنے کی خواہش ظاہر کی۔یکم مئی ۲۰۰۸ کو فیشنگ ہٹ چکدرہ میں دو روزہ پروگرام کیا گیا جس میں چھوٹے کسانوں، کھیت مزدوروں، زرعی ماہرین، وکلاء، بزرگ اور پریس کے لوگوں نے شرکت کی اور اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ یہ سفر کا آغاز تھا جس کا ایک اہم موڑ نومبر ۲۰۰۸ کو لاہور میں پہلی پاکستان کسان سنگت کا انعقاد تھا۔جس میں پاکستان کے تین صوبوں سے چھوٹے کسانوں نے شرکت کی۔ ۲۰۱۰ میں، تیسری سالانہ سنگت کے موقع پر، کسانوں کی بیداری کے پروگراموں کو تحریک کی شکل دینے کا فیصلہ ہوا۔اس طرح پاکستان کسان مزدور تحریک نے جنم لیا۔تحریک کو مضبوط کرنے کے لیے پہلے سال میں خیبر پختونخواہ میں جو سرگرمیاں کی گئیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- ہری پور میں سات، اکتوبر کو خوراک کی خودمختاری اور سیاسی اور معاشی بحران پر ایک سیمینار ہوا۔اس کے علاوہ ایک اور آگہی پروگرام عورتوں کے ساتھ رکھا گیا۔
- دس، اکتوبر کو ضلعی سطح پر لوئر دیر میں ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس کا موضوع تھا عالمگیریت تیسری دنیا اور بڑھتی ہوئی غربت۔
- چارسدہ میں اکتوبر کے مہینے میں تین عوامی بیداری کے پروگرام عالمگیریت اور پائیدار زراعت کے موضوع پر کیے گئے۔

پی کے ایم ٹی کے پروگرام کا اثر یہ ہوا کہ کچھ کسان خیبر پختون خواہ میں اب خود

روایتی کاشت کاری کو اپنا رہے ہیں۔اس کی رپورٹ اس نیوز لیٹر میں الگ سے شامل کی گئی ہے۔لوگ راستہ ڈھونڈ رہے ہیں اور پی کے ایم ٹی کے پروگراموں سے ان کے سوالوں کے کئی جواب مل رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ سال ہم باقاعدہ اپنے دستور کے ساتھ اور بہتر طریقے سے عوامی رابطے بڑھا سکیں گے۔

سیڈ بینک

سبز انقلاب نے زراعت کو کسانوں کے ہاتھوں سے نکال کر کارپوریشنز تک منتقل کر کے مارکیٹ پر مبنی ایسی زراعت کو متعارف کرایا جسے بیرونی لوازمات جیسے ہائی بریڈ بیج، زہریلی ادویات اور جدید مشینری وغیرہ کے ذریعے ہی آگے بڑھایا جا سکتا تھا۔اس عمل نے اس زمینی نظام کو تباہ کر دیا جس میں زمین کی غذائی نامیات، بیماریوں کی قدرتی روک تھام اور روایتی بیجوں اور حیاتیاتی تنوع کی مضبوطی شامل تھی۔سبز انقلاب کا المناک نتیجہ یہ بھی نکلا کے زیادہ پیداواری بیجوں کے فروغ سے ہمارے روایتی بیجوں کا استعمال ختم ہونے لگا۔کچھ عرصے بعد جینیاتی بیجوں کو اس بڑھاوے کے ساتھ پیش کیا گیا کہ یہ غذائی اور موسمیاتی بحرانوں کا جواب ہے لیکن اس نے ایک طرف کسانوں کو کارپوریٹ شعبے کا محتاج بنا دیا تو دوسری طرف اس نے ماحول کی تباہی کو بڑھاوا دیا۔

کسانوں کا تقاضا سیڈ بینک: پاکستان کسان مزدور تحریک نے اپنے اغراض مقاصد میں سیڈ بینک کے قیام پر زور دیا تھا تاکہ ہمارے روایتی طریقہ زراعت پر ایگروکیمیکل کمپنیوں کے حملے کا جواب دیا جا سکے۔

۲۰۱۰ کے تباہ کن سیلاب کے بعد مستحکم اقدام اٹھانے کے لیے ایک میٹنگ منعقد کی گئی جس میں سیڈ بینک کے قیام پر پی کے ایم ٹی نے روٹس فار ا یکوٹی کے اشتراک سے ایسے طریقے کار وضع کیے جن سے ہمارے روایتی بیجوں کی کمی اور کارپوریٹ بیجوں کی بھرمار کو روکا جا سکے۔اس فیصلے کی بنیاد پر پاکستان کسان مزدور تحریک کے ممبران کو فلپائن میں قائم ایک غیرسرکاری تنظیم ماسی پاک کے مطالعاتی دورے پر لے جایا گیا۔ماسی پاک کسانوں کی مختلف تنظیموں، سائنسدانوں اور کاشتکاروں کے ساتھ مل کر فلپائن میں پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری کو فروغ دے رہی ہے۔اس نے سیتو سیڈ بینک میں اپنی انتھک کوشش سے چاولوں کی ایک ہزار سے زائد اقسام جمع کی ہیں۔ان میں سے کچھ بیج اس خصوصیت کے حامل ہیں جو خشک موسم اور پانی کی تھوڑی مقدار کے باوجود زیادہ پیداوار دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں جبکہ کچھ بیجوں کو سخت بارش زدہ علاقوں میں بھی کاشت کیا جا سکتا ہے جہاں وہ موسمی تبدیلی اور کیڑے مکوڑوں کے خلاف مزاحمت کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔

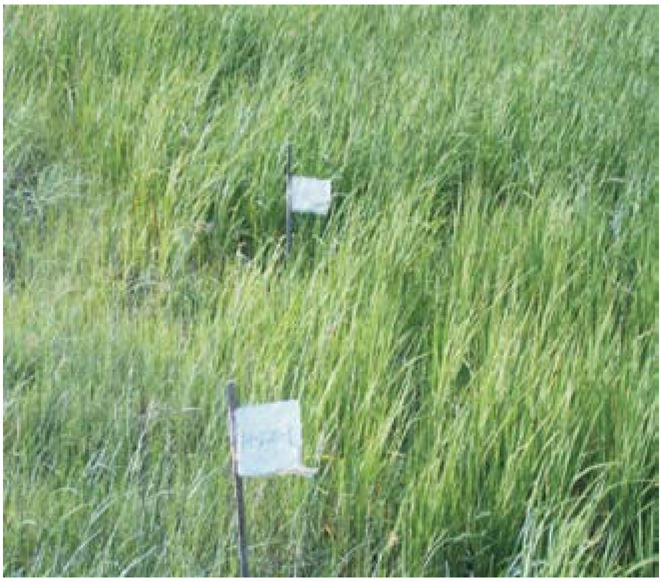

پی کے ایم ٹی کے کسان نہ صرف ماسی پاک کے سیڈ بینک کے تفصیلات سے مستفید ہوئے بلکہ انہیں کسانوں کے ایسے دوسرے گروپوں کو بھی جاننے کا موقع ملا جنہوں نے ماسی پاک کے تعاون سے اپنے سیڈ بینک قائم کیے تھے۔فلپائن کے چاولوں کی مختلف اقسام پاکستانی کسانوں کے گروپ کو تحفہ کے طور پر دی گئی تاکہ پاکستان میں ان بیجوں کا کاشت کیا جا سکے۔ماسی پاک اس بات پر یقین رکھتی ہے کے وہ یہ بیج تحفے کے طور پر ان کسانوں کے لئے پیش کرے جو اپنا سیڈ بینک قائم کرنے کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہیں۔لہذا وہ اپنے بیجوں کی کسی بھی ورائٹی کو ۲۰۰ گرام سے زیادہ مقدار میں فراہم نہیں کرتے۔

پاکستان میں سیڈ بینک کے قیام کی چھوٹی سی کاوش: فلپائن کے مطالعاتی دورے کے بعد سیڈ بینک کے قیام کے لیے مستحکم منصوبہ بندی کی گئی۔اس مقصد کے لیے مختلف فصلوں اور سبزیوں کے روایتی بیجوں کو سندھ اور پنجاب سے اکٹھا کرنے کا عمل شروع ہوا اور فلپائن نے جو چاول کے بیج دیے تھے ان کو ڈسٹرکٹ بدین، ماتلی، گھوٹکی، میرپور اور شکارپور میں روایتی طریقہ زراعت کے اصولوں کے ساتھ کاشت کیا گیا۔اس کاشت کاری کی مرحلہ وار ترتیب کچھ یوں تھی۔

پہلا مرحلہ: ماسی پاک کی طرف سے یکجہتی کے فروغ کے لئے جو بیجوں کی تھوڑی مقدار حاصل کی گئی اسکی کاشت کے لئے زمین کے تھوڑے حصہ کو تیار کرایا گیا تاکہ چاولوں کی بوائی کی جا سکے۔خشک کھاد اور خشک فصل کا بھوسا جلانے کے بعد جو بیج فلپائن سے لائے گئے تھے انکو زمین پر پھیلایا گیا اور پھر اس زمین کے حصے میں پانی ڈالا گیا اور ان بیجوں کی مختلف اقساموں کو tag لگا کر نشانی دی گئی تاکہ بیجوں کی ملاوٹ کے خطرے سے بچا جا سکے۔چاول کے ان بیجوں سے پنیری کی تیاری کے لئے تقریبا ۳۰ سے ۴۰ دن کا عرصہ درکار تھا۔

دوسرا مرحلہ: دوسرا مرحلہ ان بیجوں کی تیاری کے بعد انکو دوسری زمین پر منتقل کرنا تھا۔اس سارے عمل میں زمین کے اس حصے پر موجود بیجوں کو انکی جڑ سے نکالا جاتا ہے اور دوسری جگہ گیلی زمین پر انکو کاشت کر دیا جاتا ہے۔اور پھر فصل کی مکمل تیاری کے لئے چار سے پانچ مہینے کا عرصہ درکار رہوتا ہے۔

تیسرا مرحلہ: جب ایک بار فصل تیار ہو جاتی ہے تو چاولوں کی کٹائی کا عمل شروع کیا جاتا ہے اور چاول کے دانے کو تنے سے علیحدہ کر کے محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

گندم سیڈ بینک: پاکستان کسان مزدور تحریک کے ممبران اور روٹس فار ا یکویٹی نے گندم کے روایتی بیجوں کی بوائی کر کے گندم کے مختلف بیجوں کی اقسام کے سیڈ بینک کی جانب پیش قدمی

بھی کی اور اس حوالے سے سندھ کے مختلف اضلاع سے گندم کے بہت سے بیج اکھٹا بھی کیے ہیں۔ گندم کے یہ بیج سندھ میں کاشت کیے جا چکے ہیں جبکہ جنوبی پنجاب کے علاقوں میں موسم کی مناسبت سے ان بیجوں کو قدرے دیر سے کاشت کیا جائے گا۔

اسکے علاوہ سبزیوں کے مختلف اقسام کے روایتی بیجوں کو بھی گندم کے بیجوں کے ساتھ کاشت کیا گیا ہے تاکہ پائیدار زراعت کے عمل کو یقینی بنایا جا سکے۔ ان تمام سیڈ بینک میں صرف جانوروں کے فضلے کو کھاد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اسکے علاوہ چاولوں کے بھوسے کو زمین پر پھیلا کر اس کو مزید زرخیز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

زراعت پر ریڈیو پروگرام

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی طرف سے جدید زراعت پر ۱۶ ریڈیو پروگرام (ملتان سے ۸ اور خیر پور سے ۸) ایف ایم ۱۰۳ اور ایف ایم ۱۰۹ پر نشر ہوئے۔ صنعتی زراعت کی ابتدا کے حوالے سے سبز انقلاب پر تین پروگرام ہوئے جن میں بتایا گیا کہ کیسے خودانحصاری کی زراعت کو ختم کر کے سبز انقلاب نے صنعتی زراعت کو فروغ دیا، اس فروغ میں کس کس کا کردار تھا اور اس کے کیا نقصانات سامنے آئے۔ پھر دو پروگرام خاص طور سے بیج اور پودوں کی نگہداشت پر رکھے گئے۔ اس میں بتایا گیا کہ بیج جو کسانوں کی اجتماعی میراث ہے وہ کیسے کمپنیوں کی ملکیت بن گئے۔ اس سلسلے میں ہائی بریڈ سے جینیاتی بیج تک کے سفر کا جائزہ لیا گیا۔ پھر ان بیجوں سے دوسرے نقصانات کے علاوہ حیاتی تنوع کی تباہی پر دو پروگرام ہوئے۔ آخر میں دو بین الاقوامی معاہدوں کا تذکرہ بھی ہوا، ایک وہ معاہدہ جو حیات ارض کو بچانے کے لیے تھا، یعنی ۱۹۹۲ کا کنونشن فار بائیوڈائیورسٹی (CBD) جس پر امریکہ اور کچھ ترقی یافتہ ممالک کے علاوہ دنیا کے تمام ممالک نے دستخط کیے اور دوسرا معاہدہ ۱۹۹۵ میں عالمی تجارتی ادارے ڈبلیو ٹی او کے قیام کا تھا جو ٹرپس کمپنیوں کو تحفظ دینے کا کام کرتا ہے اور سی بی ڈی کے مقابلے میں اس میں عمل درآمد نہ کرنے والوں پر فرد جرم عائد کرنا ہے۔ فیصلہ سازی کا آخری پروگرام اس نتیجے پر ختم ہوا کہ ہم کسان بھائیوں کو اپنی اور زمین کی بقا کے لیے صنعتی زراعت کے بجائے روایتی زراعت کو دوبارہ اپنانا ہوگا۔ یہ وہ راستہ ہے جسے کسانوں نے ہزاروں سال بڑھایا اور فروغ دیا تھا۔ اس میں کوئی نقصان تھا نہ پریشانی، اس میں صاف صحت بخش اور مزیدار خوراک میسر تھی، زمین اور پانی آلودگی سے پاک تھا اور ہم آزاد اور خودمختار تھے۔

ان پروگراموں میں مختلف مہمان خصوصی مدعو کیے گئے جس میں سرائیکی نیشنل پارٹی کے ایم اے بھٹہ، کاشف فاروقی، روٹس کی ڈاکٹر عذرا طلعت سعید اور ولی حیدر کے نام شامل ہیں۔ ظہور حسین جویہ اور ایف ایم ۱۰۳ سے حسنین رضا نے میزبانی کا کام سرانجام دیا۔

صوبہ پختون خواہ میں پائیدار زراعت کی کامیاب مثالیں

بخت بہادر، احمد اللہ، محمد ظہور، ناصر خان

چند مقامی کاشتکاروں کی رائے

میرا نام بخت بہادر ہے۔ میں ضلع دیر لوئیر اودنزئی، چکدرہ کا رہائشی ہوں۔ باپ دادا کے زمانے سے کاشت کاری کر رہا ہوں۔ ہمارے علاقے میں تقریباً تین سال پہلے مکئی کا ہائی بریڈ بیج متعارف ہوا۔ ہر کوئی ہائی بریڈ بیج کی تعریف کر رہا ہے۔ میں خود پندرہ سال سے مکئی کی ایک قسم کاشت کرتا ہوں۔ لوگ اور ڈیلر دونوں ہی ہائی بریڈ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔

میں نے تقریباً ایک سال پہلے جے سی ڈی ایس کے صدر علی اکبر صاحب سے ہائی برڈ کے بارے میں تھوڑا بہت سنا تھا۔ انہوں نے سمجھایا کہ روٹس فار ایکوٹی اس پر کام کر رہا ہے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اپنے گھریلو تخم کاشت کرو۔ میں نے ان کے کہنے پر عمل کرتے

ہوئے دو جریب زمین پر اپنا گھریلو تخم کاشت کیا۔ ڈی اے پی اور یوریا کے بجائے چار ٹرالی ڈھیران (قدرتی کھاد) جس کی قیمت دو ہزار روپے تھی، کھیت میں ڈالی، اس کے علاوہ دو جریب زمین پر میں نے ہائی برڈ کاشت کی۔ دونوں کا موازنہ ذیل میں ہیں:

گھریلو بیج	کاشت کی تاریخ	ہائی برڈ	کاشت کی تاریخ
بوائی	۱۰-۰۷-۲۰۱۱	بوائی	۱۵-۰۶-۲۰۱۱
کٹائی	۱۰-۰۷-۲۰۱۱	کٹائی	۱۵-۰۶-۲۰۱۱
ٹوٹل دورانیہ	۹۰ دن	ٹوٹل دورانیہ	۱۲۰ دن

خرچہ

بیج	اپنا (گھریلو)	بیج	۴۰۰۰ روپے
قدرتی کھاد	۲۰۰۰ روپے	لیبر چارجز بوائی قطاروں میں	۴۲۰۰ روپے
آبپاشی	۳۰۰۰ روپے	آبپاشی	۱۵۰۰۰ روپے

بل	۲۲۰۰ روپے	کھاد، ڈی اے پی، سونا یوریا	۷،۲۰۰+۵۰۰۰ روپے
ٹوٹل پیداوار	۴۱ من	ٹوٹل پیداوار	۶۲ من
ٹوٹل خرچہ	۷،۲۰۰ روپے	ٹوٹل خرچہ	۳۵۴۰۰ روپے

احمد اللہ ولد امین اللہ، گاؤں شیر خان کورونہ، یونین کونسل غنڈہ کرکنہ

میں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے اور ایک زمیندار گھرانے سے تعلق ہے۔ میرے والد اور بڑے بھائی کاشتکاری کرتے تھے اس وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ کاشتکاری کرتا ہوں۔ ہم ۲۰ ایکڑ زمین پر کاشت کاری کرتے ہیں۔ پہلے ہم ہر طرح کی بیج کاشت کرتے تھے لیکن روٹس فار ایکوٹی کے ساتھ میٹنگ میں جب میں نے باتیں سنی تو میں حیران ہوگیا کہ جو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بیجیں اور کھادیں ہم استعمال کرتے ہیں اور جو زہر ہم زمین پر ڈالتے ہیں وہ ہمارے لیے کتنے نقصاندہ ہیں۔

ہائی بریڈ سے تو ہمیں پیداوار زیادہ ملتا ہے لیکن ہم نے یہ کبھی سوچا نہیں تھا کہ اس ہائی بریڈ پر خرچہ کتنا آتا ہے۔ جب ہم نے یہ تجربہ کیا ایک کھیت پر ہم نے ہائی بریڈ لگایا اور دوسرے پر روایتی، ہائی بریڈ کو کھاد ڈالا اور روایتی کو جانوروں کا گوبر، تو فرق صاف ظاہر ہوا۔ ہائی بریڈ کے مقابلے میں روایتی بیج کی پیداوار بھی زیادہ آئی اور اس پر کوئی خرچہ بھی زیادہ نہیں ہوا۔ ہائی بریڈ پر خرچہ بھی زیادہ آیا اور پیداوار بھی روایتی کے مقابلے میں کم ہوئی۔ اس کے بعد ہم اپنی روایتی بیج اور اپنی روایتی کھاد یعنی جانوروں کا گوبر استعمال کرتے ہیں۔ ہماری فصلیں پیداوار بھی زیادہ دیتی ہیں اور کوئی نقصان بھی نہیں دیتے اور اب ہمارا ضمیر بھی مطمئین ہے۔ پہلے تو ہم اپنے پیسوں سے اپنے لیے زہر لیتے تھے۔

محمد ظہور ولد محمد زرین خان، گاؤں گل جان کلے، یونین کونسل غنڈہ کرکنہ

میں نے آٹھویں تک تعلیم حاصل کی ہے۔ باپ کاشتکاری کرتا تھا تو مجھے بھی کاشتکاری کا شوق پیدا ہوا اور اسکول چھوڑ دیا اور کاشتکاری شروع کی۔ اب میرے پاس ۱۲ ایکڑ اپنی زمین ہے جس پر میں کاشتکاری کرتا ہوں۔ میں مختلف قسم کی فصلیں کاشت کرتا ہوں اس میں ہائی بریڈ بھی استعمال کی ہیں اور اپنی روایتی بھی۔ لیکن جب سے روٹس فار ایکوٹی والوں کے ساتھ ملا ہوں تو میں نے ہائی بریڈ بیج اور بازاری کھادیں استعمال کرنا چھوڑ دی ہیں۔ اب میں اکثر اپنے ہمسایوں کے ساتھ مقابلے کے طور پر مکئی لگاتا ہوں میں زیادہ تر اعظم مکئی لگاتا ہوں۔ وہ مجھے پیداوار بھی زیادہ دیتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہے۔ میں اپنے کھیتوں میں صرف جانوروں کا گوبر استعمال کرتا ہوں اس کی وجہ سے میرے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگ پسند بھی کرتے ہیں اور اب علاقے کے کاشتکار مجھ سے مکئی کی بیج مانگتے ہیں۔ میں نے تجربہ کیا ہے اگر ایک کھیت میں ہائی بریڈ لگایا جائے اور اس کے ساتھ دوسرے کھیت میں اعظم مکئی لگایا جائے اور جو خرچہ آپ ہائی بریڈ پر کرتے ہیں تو اس کے مقابلے میں آپ صرف ایک بار اعظم مکئی کو جانوروں کا گوبر ڈال دیں تو اعظم کی پیداوار ہائی بریڈ سے زیادہ ہوگی۔

ناصر خان ولد عبد الصمد خان

میرا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے ہے۔ میرے باپ دادا کاشتکاری کرتے تھے اور میں جب چھوٹا تھا تو میں بھی اپنے باپ کے ساتھ کھیتوں میں جاتا تھا اور ان کے ساتھ کام کرتا تھا۔ کاشتکاری کی شوق کی وجہ سے میں اسکول نہ جاسکا اور ساری توجہ کاشتکاری پر رکھی۔ میں نے جب کاشتکاری شروع کی تو شروع ہی سے میں بیجوں کا شوقین تھا، میں ہر سال اپنا بیج رکھتا ہوں اور وہی دوبارہ کاشت کرتا ہوں۔ میرے پاس مکئی کی تین اقسام موجود ہے اور اسی طرح گندم کا بھی میں اپنا بیج رکھتا ہوں۔ سبزیوں میں میرے پاس بھنڈی، کدو، کریلہ، توری، بینگن، شلجم اور پالک کی بیجیں موجود ہیں۔ میں کھیت کو طاقت دینے کے لیے جانوروں کا گوبر استعمال کرتا ہوں، میں نے زندگی میں کبھی بازاری کھاد استعمال نہیں کی ہے۔

سری لنکا دورہ

پاکستان کسان مزدور تحریک کے ساتھیوں نے سری لنکا میں منعقد کیے گئے ایشین پیزنٹ کولیشن کی کانفرنس میں جنوری ۲۰۱۱ میں شرکت کی۔ پاکستان سے شریک ہونے والوں میں سندھ سے سونی بھیل، پنجاب سے لالا اسحٰق اور بلوچستان سے مراد خان تھے۔ اس کے علاوہ روٹس فار ایکوٹی کی تنظیم سے خالد حیدر اور عذرا طلعت سعید نے بھی شمولیت کی۔ ایشین پیزنٹ کولیشن ایشیاء کی کئی ممالک کی مزدور کسان تنظیموں کی اجتماعی جماعت ہے۔ اس کولیشن میں سری لنکا، ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال، فلپائن، انڈونیشیاء اور دیگر ممالک سے کسان تنظیمیں شامل ہیں۔ اس کولیشن کے مقاصد کسانوں کو فائدہ اور تقویت دینا اور ایشیائی کسانوں کو متحد اور ان کے اتحاد کو یکجا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے مقاصد میں شامل ملکی اور قومی خودمختاری کے لیے جدوجہد میں ثابت قدمی، سامراج، عالمگیریت اور جنگ کے خلاف مزاحمت میں تیزی لانا ہے۔ ایشین پیزنٹ کولیشن کی یہ چوتھی جنرل اسمبلی تھی۔ یہاں پر سب سے پہلے چراغ جلا کر پرگرام کا آغاز کیا گیا مختلف ممالک کے نمائندوں نے چراغ جلایا اور

ہماری ممبر سونی بھیل نے بھی چراغ جلانے کی تقریب میں حصہ لیا۔ مقامی چھوٹے بچے اور بچیوں نے کلچرل شو پیش کیا۔ اس موقع پر پاکستان کسان مزدور تحریک نے اپنی ممبر شپ حاصل کرنے کی درخواست پیش کی تھی جو کہ منظور ہوگئی۔

جنزل اسمبلی میں ہر ملک سے آئے ہوئے مزدور کسانوں کی تنظیم نے کسان اور مزدوروں کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا۔ ان رپورٹوں سے واضح تھا کہ ایشیاء میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی حالت کم و بیش ایک سی ہے۔ صنعتی زراعت کے غلبے کی وجہ سے زرعی مواد مثلاً یوریا، کھاد، بیج اور زہریلی مواد جیسی اشیاء نے ایشیاء کی زرعی زمینوں کو تباہ کر کے زمین کو مصنوعی کھاد کا نشہ آور بنا دیا ہے اور ان زہریلی کیمیائی مواد کے بغیر پیداوار شدید طور پر متاثر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی ملکوں نے اپنی رپورٹ میں لینڈ گریبنگ کے کئی واقعات کا ذکر کیا۔ پاکستان کی طرف سے بلوچستان کے کورڈینیٹر مراد خان نے پاکستان مزدور کسانوں کے حالات جنزل اسمبلی میں پیش کیے۔ پاکستان میں سبز انقلاب کی ترکیبوں کو اپنانے کی وجہ سے ہونے والی تباہ کاری پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ انہوں نے پاکستان میں زرعی اصلاحات کی ناکامی کے حالات بتائے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں نیم جاگیرداری ہے کیونکہ ملک میں ۷۰ فیصد چھوٹے اور بے زمین کسان ہیں تقریباً ۶۰ فیصد زمین جاگیردار خاندانوں کے پاس ہے۔ جب کہ ملٹری خود ایک طبقہ ہے جس کے پاس ہزاروں ایکڑ زمین ہے اور جنزل کرنل اور کیپٹن اس کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ ہزاروں ایکڑ زمین غیر ملکی کمپنیوں کو دی گئی ہے جس میں میں حکومت اور جاگیرداروں نے ان کی مکمل معاونت کی ہے۔

ایشین پیزنٹ کولیشن کی جنزل اسمبلی کے دوران مزدور کسانوں سے جڑے ہوئے کئی موضوعات پر بات چیت ہوئی کہ مزدور کسانوں کی ممبر شپ کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے۔ موجود مزدور اور کسانوں کا خیال تھا کہ ان مسائل پر بات کرنی چاہیے جن کا سامنا ہمارا طبقہ کر رہا ہے مثلاً مہنگائی، مزدوروں کی دھیاڑی۔ زور اس بات پر تھا کہ اگر کسانوں کے ان مسائل پر کام کیا جائے گا جس سے ان کی زندگی میں بہتر فرق آئے تو وہ اس پلیٹ فارم سے جڑیں گے۔

سونی بھیل نے اجلاس کے دوران ہونے والے بحث و مباحثے میں حصہ لیتے ہوئے زور دیا کے اجلاس کی کاروائی میں زہریلی مواد کے چھڑکاؤ سے ہونے والے مضر اثرات پر تفصیل سے بات چیت نہیں ہوئی۔ زہریلی مواد کے سب سے زیادہ نقصانات کسان مزدور عورتوں پر ہوتے ہیں۔ جسم میں خارش، الٹیاں، سر درد اور اس کے علاوہ یہ زمینوں پر چھڑکنے والی زہریلی مواد سے اموات بھی دیکھی جاتی ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کے ممبران نے ایشین پیزنٹ کولیشن کی جنزل اسمبلی میں شمولیت کے علاوہ پیپلز کولیشن آن فوڈ سورینٹی کی طرف سے منعقد کی گئی ایک کانفرنس میں بھی حصہ لیا۔ یہ کانفرنس سول سوسائٹی اور زرعی معاشی و سماجی ترقی کے لیے آنے والی امداد کے اوپر غور و فکر کے لیے کی گئی تھی۔ مختلف خطے سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ افریقہ اور ایشیاء کے کئی ممالک جن میں بنگلادیش، انڈیا، فلپائن، کمبوڈیا، منگولیا وغیرہ سے شامل تھے۔ یہاں سری لنکا کی تنظیم گرین مومنٹ نے میزبانی کرتے ہوئے پروگرام کا آغاز میں تعارف پیش کیا گیا۔ پیپلز کولیشن آن فوڈ سورینٹی کے کو چیئر ٹونی توہان نے اپنی تقریر میں ایڈ اینڈ ڈیولپمنٹ ایفیکٹیونیس (بہتر ترقی اور امداد) پر بریفنگ دی۔ انہوں نے کہا کہ گلوبلائیزیشن کی وجہ سے بہت سارے بحران آئے۔ ان بحرانوں کے جواب میں نجکاری، ٹریڈ لیبرلائیزیشن کے ذریعے مراعات ختم کر دی گئیں۔ جیسے جیسے گلوبلائزیشن کا بحران بڑھتا ہے پہلی دنیا کی منڈی اپنی تجارت بڑھاتی ہے تاکہ سرمایہ داری اپنی مارکیٹ بڑھا سکے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ بحران ختم ہوگیا لیکن اتنے لاکھوں لوگ بے روزگار ہوگئے ہیں۔ اتنا زیادہ بحران ہے کہ ہر ملک اپنی خود مختاری کھوتا جا رہا ہے اور مزید مہنگائی کا بحران اور اس کے ساتھ اب موسمی بحران آیا ہے۔ ساتھ ساتھ غذا کا اور توانائی کا بحران بھی ہے۔ آسٹریلیا اور سری لنکا جہاں بڑا سخت سیلاب آیا ہوا ہے کی کیا وجہ ہے؟ ان سب کی وجوہات زیادہ کاربن اخراج ہے موسمی تبدیلی ہے جس کی وجہ سے کہیں پانی کی کمی اور کہیں سیلاب۔ پانی کی کمی کی وجہ سے بھی زراعت پر بھی بہت اثر پڑ رہا ہے۔ ٹونی توہان نے کہا کہ توانائی کے لیے ایسی فصل کاشت کی جا رہی ہے کہ جس سے توانائی کے لیے تیل بنایا جائے اسی طرح کی فصلوں کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے

خوراک کا بحران آیا۔ تیل کا بحران بڑھتا جا رہا ہے وہ تیل نکالتے ہیں اس کا اثر ہم پر پڑ رہا ہے۔ ان سارے موضوعات کو امداد سے جوڑتے ہوئے ٹونی تو ہان نے سول سوسائٹی کی تنظیموں کو امداد پر کڑی نظر رکھنے اور امداد کو عوامی ترقی کے استعمال کے دیگر پہلوؤں پر سوچنے پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ سول سوسائٹی کی تنظیموں کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ امداد حاصل کرنے میں ان کا کردار کیسا ہونا چاہیے جو امداد دیتے ہیں کس مقصد کے تحت دے رہے ہیں امداد اپنے اصولوں پر لینا چاہیے ورنہ منع کر دینا چاہیے۔ امداد کے بدلے وہ کیا مانگ رہے ہیں یہ ضرور دیکھنا چاہیے۔ امداد اور زرعی ترقی کو نئے سرے سے سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ زراعت میں ہم پیچھے چلے گئے ہیں اس لیے قدرتی زراعت کو بڑھانے میں اب سب کو باہر آ کر نئے سرے سے زراعت اور زرعی خوراک کی پیداوار کو سنبھالنا پڑے گا۔

سری لنکا وزٹ میں شامل ایک ایسی آبادی کا دورہ بھی تھا جہاں نے زبردستی مقامی کسانوں کی زرعی زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ آبادی اور اس سے جڑی کئی تنظیمیں احتجاج اور دیگر کاروائیوں میں سرگرم تھی کہ حکومت کی ناانصافیوں کو روکا جاسکے۔ اس علاقے کا نام پانامہ تھا۔ یہاں کے لوگوں کے ساتھ بدھ مندر میں میٹنگ ہوئی۔ پروگرام شروع ہوا چراغ جلا کر،

پاکستان مزدور کسان تحریک کی طرف سے لالہ اسحاق نے چراغ جلایا۔

مندر میں آبادی کے لوگوں نے ہمارے گروپ کو اپنے حالات سے آگاہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس زمینوں کے پرمٹ ہیں لیکن زمین کے کاغذات نہیں تھے۔ ہماری زمینیں ہم سے چھین لی گئیں اور ہمیں اپنے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا۔ ہم سب کسان ہیں ہم احتجاج کر رہے ہیں اور ہم متحد ہو کر احتجاج کر رہے ہیں جس کا اب تک کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ انہوں نے ایک پٹیشن لکھ کر اس پر دستخط لینے کی مہم شروع کی ہوئی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ یہ پٹیشن سری لنکا کے صدر کو بھیجیں گے۔ ایشین پیزنٹ کولیشن کے سارے ممبران نے بھی اس پٹیشن پر دستخط کیے۔ یہ آبادی یہاں پر ۱۶۰۰ سال سے بسی ہوئی ہے لیکن آج لینڈ گریبنگ کی ''وباء'' کی وجہ سے اپنی روزی، گھر اور طرز زندگی ہاتھ کھونے کی طرف دھکیلی جا رہی ہے۔ لیکن آبادی کے لوگ بالکل اس بے دخلی کے لیے راضی نہیں تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ وہ کسی بھی حالت میں اس جگہ کو نہیں چھوڑیں گے اور وہ کئی طرح کی منصوبہ سازی کر رہے تھے کے سرکار کے ارادوں کو ناکام بنا دیں۔

پاکستان میں بے زمین کسانوں کے ساتھ مظالم

اوپر بیان کیا گیا پانامہ کا واقعہ آپ نے پڑھا وہ ہمارے ملک کے کسان مزدوروں کے لیے نیا نہیں ہے۔ ہماری تنظیم کے ممبران جن کا تعلق بھیل کمیونٹی سے ہے، وہ بھی اس قسم کی ظلم کا سامنا کر رہے ہیں۔ الو بھیل جو کہ پاکستان کسان مزدور تحریک ٹنڈو محمد خان ضلع کی رہنمائی کرتے ہیں اور سونی اور سینتھ بھیل جو اس ضلع کی بہترین ممبران میں سے ہیں کا تعلق عمریو بھیل گوٹھ، شیخ بھرکیو تحصیل، ٹنڈو محمد خان ڈسٹرکٹ سے ہے۔

الو بھیل کا کہنا ہے کہ ان کے گاؤں والوں نے اپنی محنت اور جستجو سے اسکول کے لیے سرکاری پرائمری اسکول سرکار سے منظور کروا لیا تھا۔ لیکن علاقہ کے بڑے زمیندار نے اس اسکول کے خلاف سرکاری کاروائی کروا کر اسٹے آرڈر کروا لیا۔ اسکول کی تعمیر روک دی گئی۔ زمیندار کا کہنا ہے کہ گاؤں کی زمین اس کی ہے اور وہ قطعاً یہاں پر اسکول کی تعمیر نہیں ہونے دے گا۔ یہ آبادی یہاں پر ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے سے ہے۔ اس طرح قانوناً اس گاؤں کی آبادی کو یہاں سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔ گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ بھٹو نے ان کو یہ زمین رہنے کے لیے بھی دے دی تھی۔ لیکن ان کے پاس سرکاری دستاویز نہیں ہیں۔ لیکن دستاویز ہوں یا نا ہوں دراصل اگر کوئی آبادی برسا برس سے کسی زمین پر رہ رہی ہے تو یقیناً انہی لوگوں کا اس زمین پر حق ہے۔ اب نا کہ قانون مظلوم اور کمزور آبادیوں کی مدد کو آئے قانون سازی کے ذریعے نہ صرف اسکول کا کام روک دیا گیا ہے بلکہ گاؤں میں بجلی اور پانی آنے کے خلاف بھی زمیندار کاروائی کر رہا ہے۔

اس مسئلے کو اب تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ جب بھی کیس کی تاریخ آتی ہے، تاریخ بڑھا دی جاتی ہے۔ یقیناً زمیندار کے پاس اتنا اثر رسوخ ہے وہ اپنے وکیلوں کے ذریعے اپنی مرضی سے کیس کی نوعیت کو بدلتے رہتے ہیں۔

بھیل آبادی جو کہ پاکستان کی اقلیت آبادی میں سے ہے کہ پاس نا ہی طاقت ہے اور نا ہی مالی وسائل۔ پاکستان کسان مزدور تحریک کے ممبران نے آپنے آپ کو کمزور نہیں سمجھا بلکہ گاؤں والوں نے اس تحریک سے جڑتے ہوئے یہ تہیہ کیا ہے کہ وہ مضبوط ہو کر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔

نوٹ:

اگر مزدور کسان بھائی اور بہنیں اس حوالے سے کوئی مواد بھیجنا چاہیں تو نیچے دیے گئے پتہ پر ارسال کر سکتے ہیں۔

یہ نیوز لیٹر صرف پاکستان کسان مزدور تحریک کے ممبران کے لیے ہے۔